بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

نظرات

جون میں "فکر و نظر" نے اپنی زندگی کے آٹھ سال پورے کر لیے۔ جولائی سے اس کا نیا سال شروع ہوتا ہے۔ نئے سال کا آغاز ہم سب کو مبارک ہو۔ اس موقع پر یہ دیکھنا ازبس ضروری ہے کہ "فکر و نظر" کے اغراض و مقاصد کیا تھے ان کے حصول میں ہمیں کس حد تک کامیابی ہوئی، ہم سے کیا کوتاہیاں سرزد ہوئیں اور ان کوتاہیوں کی تلافی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

ملک میں ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہنامہ، سہ ماہی پرچوں کی کمی نہیں۔ "فکر و نظر" کے اجراء کا مقصد ان کی تعداد میں اضافہ کرنا نہیں۔ "فکر و نظر" ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا اُردو آرگن ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے مقاصد کی تکمیل ہی "فکر و نظر" کا مقصد ہے۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا قیام آج سے ۸ سال پیشتر اس غرض سے عمل میں آیا تھا کہ پاکستان میں تجدید و احیائے دین کی جو کوششیں ہو رہی ہیں ان میں ادارہ، حکومت اور عوام کی رہنمائی کا فرض ادا کرے۔ عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل کتاب و سنت میں تلاش کرے۔ وقت کے چیلنج کا جواب دے کر یہ ثابت کرے کہ اسلام کے اصول عالمگیر اور دائمی ہیں۔ اغیار نے اسلام کے خلاف جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں، ان کا ازالہ علمی انداز سے کرے۔ اسلامی تعلیمات کو غل و غش سے پاک کر کے عام کرے۔ پاکستانی مسلمانوں کو بالعموم اور دنیائے اسلام کو بالخصوص اسلامی فکر و فلسفہ سے اس طرح روشناس کرے

کہ ان کے دلوں سے دوسری اقوام کا رُعب دُور ہو اور وہ احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے دین پر فخر کرنا سیکھیں. مسلمانوں کی علمی اور فکری اصلاح اس نہج پر کی جائے کہ وہ راہِ عمل پر گامزن ہو کر اسلام اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے راستہ ہموار کریں۔

یہ دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ ادارے کے سامنے جو نصب العین تھا وہ حاصل ہو گیا یا جس مشن کے لئے اسے قائم کیا گیا تھا وہ پُورا ہو گیا. مگر اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس نے صحیح سمت میں سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ اور اپنے کارکنوں کے اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے ایک دن وہ اپنی منزل کو انشاء اللہ پالے گا۔

اس سلسلے میں "فکر و نظر" اپنے حصے کا کام پوری مستعدی اور تندہی سے سر انجام دے رہا ہے. "فکر و نظر" کا مخاطب اُردو خواں طبقہ ہے۔ بہت سے لوگوں کو شائد اس حقیقت کا علم نہ ہو کہ ادارے کی طرف سے "فکر و نظر" کے علاوہ تین پرچے بنگالی، عربی اور انگریزی میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ ان تمام پرچوں کا مقصد ایک ہے۔ یہ تمام پرچے وحدت فکر و عمل کے رشتے میں منسلک ہیں۔

"فکر و نظر" کی حد تک یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معیاری مضامین بہت کم دستیاب ہوتے ہیں. جو مضامین اشاعت کے لئے موصول ہوتے ہیں، بالعموم ان میں رطب و یابس بھرا ہوتا ہے۔ ان میں زبان و بیان اور املا کی غلطیاں ہوتی ہیں. ہم چاہتے ہیں کہ "فکر و نظر" کے مضامین میں صحیح اسلامی فکر کی عکاسی ہو، علم و تحقیق کے ساتھ ان میں ادب و انشاء کے اعلیٰ ذوق کا اظہار ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ مضامین علم میں اضافہ کے ساتھ انسان میں عمل کی تحریک کا باعث ہوں۔

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

ہم ایسے تمام لوگوں کو جو "فکر و نظر" کے اغراض و مقاصد کو اپنے دل کی آواز سمجھتے ہیں، دعوت دیتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنے قلمی تعاون سے اس مشن کی تکمیل میں ہمارا ہاتھ بٹائیں. ہمیں اپنے مشوروں سے نوازیں اور ہماری کوتاہیوں پر ہم کو متنبہ کریں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے، "فکر و نظر" ایک دینی مجلہ ہے۔ اس کا کام ملّت کو اسلام

کی دی ہوئی فکری غذا مہیا کرنا ہے۔ اور زندگی کے معاملات و مسائل میں دینِ اسلام کی رہنمائی سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہے۔ اس لئے موضوع وہی منتخب کیا جائے جو اس کے اغراض و مقاصد سے ہم آہنگ ہو۔

"فکر و نظر" کے قلمی معاونین کی توجہ ایک اور ضروری مسئلے کی طرف مبذول کرانا بے محل نہ ہوگا۔ حواشی اور حوالوں کے اندراج کی کئی صورتیں اس وقت علمی دنیا میں رائج ہیں۔ ان میں سے کونسا طریقہ افضل اور قابل ترجیح ہے، کسی ایک طریقے میں کیا خوبیاں ہیں اور باقی دوسرے طریقوں میں کیا نقائص ہیں اس بحث میں پڑنے کی بجائے ہم مسئلے کے اس عملی پہلو کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہر پرچے کو اپنی ایک پالیسی متعین کرکے اس پر کاربند رہنا چاہیئے تاکہ یکسانیت قائم ہو سکے۔ ہوتا یہ ہے کہ بعض مضمون نگار تو حوالے اور حاشیے ہر صفحے کے ساتھ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ بعض کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام حوالوں اور حاشیوں کو یکجا کرکے مقالے یا مضمون کے آخر میں سلسلہ وار جمع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ متن کے اندر ہی ساتھ کے ساتھ حوالے بھی نقل کرتے جاتے ہیں۔ بعض مضمون نگار ایک ہی مضمون میں بیک وقت ایک سے زائد طریقے استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہر باذوق اور سلیقہ شعار آدمی اس امر کی اہمیت کو تسلیم کرے گا کہ پورے پرچے میں حواشی کے اندراج کا ایک ہی طریقہ اپنایا جانا چاہیئے۔ اور وہ طریقہ ایسا ہو کہ برتنے میں اس کی سہولت اور عملاً اس کی افادیت مسلّم ہو۔

بہتر تو یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو غیر ضروری حواشی اور حوالوں سے احتراز کیا جائے صرف ایسی تعلیقات درج کی جائیں جن سے بعض اہم دقّت طلب الفاظ کی تشریح یا کسی دقیق مفہوم کی وضاحت ہوتی ہو۔ اسی طرح حوالے صرف وہ درج کئے جائیں جو اشد ضروری اور ناگزیر ہوں۔ بعض حضرات علمی شان پیدا کرنے کے لئے حوالوں کی بھرمار کے ساتھ مختلف زبانوں کے الفاظ کا بے تحاشا استعمال کرتے ہیں اور ان کی تشریح کے لئے تعلیقات کا اضافہ کرتے ہیں۔ گزارش ہے کہ ایسے مظاہروں سے بچتے ہوئے سادہ بیانی کو ترجیح دی جائے۔

غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حوالے اور حاشیے ہر صفحے کے ساتھ فٹ نوٹ میں درج کئے جائیں۔ اپنے قلمی معاونین سے ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور مضمون لکھتے وقت اس امر کا خیال رکھیں گے۔

اب کہ اس ضمن میں "فکر و نظر" کی ایک واضح پالیسی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ مضمون نگار حضرات کا فرض ہے کہ وہ اس کی پابندی کریں۔ اس مسئلے پر "فکر و نظر" کے صفحات میں ہم کسی بحث کا دروازہ کھولنا مناسب نہیں سمجھتے تاہم اگر کوئی صاحب اپنی رائے سے ادارے کو مطلع کرنا چاہیں تو اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

" فکر و نظر" کے قارئین میں یہ مسئلہ وجہ نزاع بن گیا ہے کہ مضمون نگاروں کے اسمائے گرامی کے ساتھ ڈاکٹر، پروفیسر، مولوی، مولانا، حافظ، قاری، جیسے القاب و آداب لکھے جائیں یا نہ لکھے جائیں۔ بعض قارئین کا خیال ہے کہ لکھنا چاہیئے اس سے پرچے کی شان بڑھتی ہے۔ بعض کی نظر میں یہ طریقہ فرسودہ ہے اسے ترک کر دینا چاہیئے۔

ہماری رائے میں یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس پر لمبی چوڑی بحث کی ضرورت ہو، اور اس ضمن میں جائز و ناجائز کا سوال اٹھایا جائے۔ تاہم دوسرے امور کی طرح اس امر میں بھی ادارے کی ایک متعین پالیسی ہونی چاہیئے۔

ہم فریقین کے استدلال میں الجھے بغیر اس باب میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں اور آئندہ جو موقف اختیار کرنا چاہتے ہیں اس کی مختصراً وضاحت کرتے ہیں۔

مضمون نگاروں کے نام رسالے میں دو جگہ لکھے جاتے ہیں۔ ایک جگہ فہرست مضامین میں، دوسری جگہ مضمون کی سرخی کے ساتھ۔ فہرست ادارہ مرتب کرتا ہے اور مضمون بتمام و کمال انشا پرداز کے قلم سے ہوتا ہے۔ اہل مشرق اور خاص کر مسلمانوں کی یہ دیرینہ روایات سے ہے کہ جب خود اپنا ذکر کرتے ہیں تو القاب و آداب یا تعریف و توصیف کے کلمات سے گزر کر مجرد نام لینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ زیادہ تواضع اور انکسار کا اہتمام کرتے ہیں وہ اپنے نام سے پہلے تصغیر و تحقیر کے الفاظ لاتے ہیں لیکن جب کسی دوسرے

کا ذکر کرتے ہیں تو تعظیم و تکریم کے وہ تمام الفاظ اس کے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جن کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ ہماری تہذیب و معاشرت کا یہ امتیازی وصف ہے کہ اگر کوئی شخص خود اپنے لئے القاب و آداب استعمال کرے تو اس کو خود ستائی کہا جاتا ہے اور اس کے اس عمل کو اوچھا پن اور خفیف الحرکتی پر محمول کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ہم اگر کسی معزز آدمی کا نام لیں اور اس کے ساتھ واجبی کلماتِ تعظیم استعمال نہ کریں تو اسے بے ادبی سمجھا جائے گا۔ یہ باتیں ہمارے آدابِ معاشرت کا جز ہیں پھر کیوں نہ ہم انہی کو بنیاد بنا کر مسئلے کا حل تلاش کریں۔ ایک مضمون نگار کو جس طرح یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ خود اپنے نام کے ساتھ صفاتی لوازمات کا اضافہ کر کے خود نمائی کا ارتکاب کرے۔ اسی طرح ارکانِ ادارہ کے لئے بھی یہ بات مناسب نہیں کہ وہ اپنے قلمی معاونین کے نام لکھتے وقت تقاضائے ادب کو ملحوظ نہ رکھیں۔

اس لئے فکر و نظر آئندہ "امر بین بین" کو اپنا کر یہ طریقہ اختیار کرے گا کہ مضمون میں عنوان کے ساتھ تو صرف نام لکھنے پر اکتفا کیا جائے۔ لیکن فہرست میں بقدر ضرورت القاب و آداب لکھے جائیں۔ ہماری نظر میں یہی اولیٰ اور انسب ہے۔

"فکر و نظر" کو نستعلیق کی بجائے ٹائپ میں چھاپنے کی تجویز زیر غور تھی۔ اور گزشتہ چند اشاعتوں میں اس کے متعلق قارئین سے استصواب بھی کیا گیا۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اصحاب رائے نے زحمت کر کے اپنے خیالات سے آگہی بخشی۔ ان خطوط کی روشنی میں جو اس سلسلے میں ادارے کو موصول ہوئے۔ استصواب کے نتائج ٹائپ کے حق میں نکلے ٹائپ کی حمایت کرنے والوں کی تعداد کے مقابلے میں نستعلیق کے حامیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

افسوس کہ ہم اپنی تجویز اور قارئین کی تائید کے باوجود "فکر و نظر" کی نئی جلد کا پہلا شمارہ ٹائپ میں پیش نہ کر سکے۔ اور شائد آئندہ بھی مستقبل قریب میں اس قابل نہ ہو سکیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے پریس پر کام کا دباؤ زیادہ ہے اور اس کی کارکردگی

محدود ہے۔ پریس میں توسیع کے بغیر اندیشہ تھا کہ پرچہ وقت پر نہ چھپ سکتا اور وقت کی پابندی کا جو التزام شروع کیا گیا تھا، اس کا مستقل روایت بننا معرض خطر میں پڑ جاتا۔ بہر حال ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جونہی انتظامی حالات یقینی طور پر سازگار ہوئے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جا سکے گا۔

جون میں "فکر و نظر" کی آٹھویں جلد مکمل ہو گئی۔ اس جلد کی مجموعی فہرست مضامین آٹھ صفحات پر مشتمل الگ سے چھاپ کر جولائی کے پرچے کے ساتھ ارسال کی جا رہی ہے تاکہ جلد بندی کراتے وقت اسے شروع میں شامل کیا جا سکے۔ اور وقت ضرورت بارہ مہینے کے مشتملات بیک نظر دیکھے جا سکیں۔ جن خریداروں کی جلد نامکمل ہے وہ بقیہ شمارے دفتر سے طلب کر کے مکمل کر سکتے ہیں۔